Dehi zindagi aur parem chand ki fiction nigari

B.A Urdu (Hons)

پریم چند اردواور ہندی کے بہترین ناول نویس اور افسانہ نگار تھے ۔آپ کی شہرت اور مقبولیت کی اصل وجہ یہ ہے کہ آپ نے ہندی اور اردو ادب میں ایک انقلاب برپا کردیا۔آپ کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ آپ نے ہندوستانی ادب کو شہری زندگی سے نکال کردیہاتی زندگی سے اس طرح جوڑ دیاکہ دیہات کا پورا ماحول،رسم ورواج،غربت وافلاس،طور طریقے ،عقائد ونظریات اور پورا دیہاتی کلچر اپنی اصل شکل وصورت میں ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتاہے ۔آپ کی تحریروں سے دیہات کے رہنے والے بے کس وبے بس غریبوں کی حمایت کااظہار ہوتاہے ۔

یہ ایک فطری عمل ہے کہ ہر ادیب اور فن کار جس ماحول اور حالات میں پیداہوتاہے ،پروان چڑھتاہے ،زندگی کی منزلیں طے کرتاہے ۔اس ماحول اور ان حالات کی پوری بوباس اس کے رگ وریشے میں موجود رہتی ہے ،اسے اپنے ماحول او ر معاشرے کی صحت مند روایات سے بے حد پیار ومحبت ہوتی ہے ، اور یہی جذباتی تعلق اس کی تخلیقات میں بھی منعکس ہوتارہتاہے ۔

پرےمیم چند کے ناولوں اور افسانوں میں یہ خوبی نمایاں طورپر سامنے آتی ہے کہ انھوں نے زیادہ تر اپنے افسانوں اور ناولوں میں دیہی معاشرے کی خوبصورت منظرکشی کی ہے ۔انھوں نے ایک ایسے ماحول ومعاشرے میں پرورش پائی تھی ،جہاں مہاجن غریب کسان سے سود کھاتاتھا۔پروہت دان دھرم کے نام پر عوام کا خون چوستاتھااور ساہوکار اور زمیندار غریب کسانوں پر ظلم وستم ڈھاتے تھے ۔اس لیے پریم چند نے اپنے ملک وقوم کودرپیش مسائل ومشکلات پر خاص طور سے دیہاتی عوام کی ایسی زبوں حالیوں اور پسماندگیوں کوہی اپنے ناولوں اور افسانوں کاموضوع بنایا ۔شہزادمنظر پریم چند کی افسانہ نگاری کے متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں :

‘‘پریم چند کاتعلق دیہات سے تھا اور روزگار کے سلسلہ میں شہر منتقل ہونے کے باوجود انھوں نے لکھتے وقت دیہی زندگی کو فراموش نہیں کیا اور ان کے ان گنت مسائل کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا۔پریم چند نے اردو میں پہلی بار معاشرے کے بعض کرداروں مثلاََ زمیندار، پٹواری،پولیس کاسپاہی،دارو غہ، کسان، اس کی بیوی اور اس کے بچے وغیرہ کو پیش کیا۔پریم چند سے قبل اردومیں یہ کردار ناپید تھے ۔’’
(شہزاد منظر۔‘‘ جدید اردوافسانہ’’، صفحہ:۱۷۱)

منشی پریم چند اردو کے پہلے افسانہ نگار ہیں جنھوں نے دیہات اور وہاں کی زندگی کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا اور دیہی زندگی کی حقیقی تصویر ہمارے سامنے پیش کی جو کہ اردو ادب میں ایک نئے باب کا آغاز ہے ۔ وہ خود گاؤں میں ہی پلے بڑھے تھے اس لئے گاؤں والوں کے حالات و مسائل سے اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے ۔خصوصاً کسانوں اور مزدوروں پر ہونے والے مظالم کو انھوں نے قریب سے دیکھا تھا۔ پروفیسر قمر رئیس ان کے بارے میں کچھ اس طرح رقمطراز ہیں :

''پریم چند پہلے ادیب ہیں جنھوں نے ہندوستانی گاؤں کے کسانوں ،کھیت ، مزدوروں اور ہریجنوں کی عظمت اور انسانی وقار کو سمجھا۔ان کے لیے ادب کے کشادہ دروازے کھولے ، انھیں ہیرو بنا کر ، ان کے دکھ سکھ کی گاتھا سنا کر اردو کے افسانوی ادب کو نئی وسعتوں اور ایک نئے احساسِ جمال سے آشنا کیا۔'' (قمر رئیس ۔''اردو ادب میں بیسویں صدی کا افسانوی ادب'' صفحہ:۴۶۸)

سید وقار عظیم بھی پریم چند کے دیہی افسانوں کے متعلق اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں :

''پریم چند نے سب سے پہلے دیہاتی زندگی کے انگنت مسئلوں کو اپنے افسانوں کے ذریعہ پڑھے لکھے لوگوں کی زندگی سے قریب کیا۔ پہلے پہل لوگوں نے دیہاتی زندگی کو اپنے ملک کی زندگی کا حصہ سمجھنا شروع کیا اور اسی احساس نے رفتہ رفتہ دیہاتی زندگی اور اس زندگی کے چھوٹے بڑے مسئلوں کو سیاسی ادراک کی بنیاد بنا دیا، یہاں تک کہ اب ہماری ساری قومی اور سیاسی تحریکوں کا تاردیہاتی اور اس کی زندگی سے بندھا ہوا نظر آنے لگا۔'' (سید وقار عظیم ۔ ''نیا افسانہ'' صفحہ :۱۹)

پریم چند کا پہلا افسانوی مجموعہ'' سوزِوطن''۱۹۰۸ء میں شائع ہوا جسے انگریزوں نے اپنے خلاف بغاوت سمجھ کر جلا ڈالا ،حالانکہ اس مجموعے میں ایسی کوئی بات نہیں تھی بلکہ اس مجموعے کے سارے افسانے اصلاحی کہانیوں پر مبنی تھے ۔

پریم چند کے بہت سارے افسانوں کے مجموعے شائع ہوکر منظر عام پرآئے ہوئے ہیں ،جنھیں پڑھ کر ایسالگتاہے کہ ہندوستان کادیہات اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ ہمارے سامنے آیاہے ۔پریم چند کے افسانوی مجموعوں میں پریم پچیسی ،پریم بتیسی،پریم چالیسی ، خاک پروانہ ،آخری تحفہ،واردات،نجات،دودھ کی قیمت،زاد راہ وغیرہ قابل ذکر ہیں ۔ان مجموعوں کے زیادہ تر افسانے دیہاتی زندگی کی عکاسی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔

جہاں تک پریم چند کے افسانوں میں دیہاتی زندگی کی منظرکشی کاتعلق ہے ،اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پریم چند گائوں میں پلے بڑھے تھے اور ہندوستانی گائوں ان کے رگ وریشے میں رچ بس گیاتھا۔چنانچہ انھوں نے اپنے عہد میں ہندوستانی دیہاتوں کو پروہت،مہاجن ،ساہوکار اور زمیندار کے ظالمانہ شکنجے میں جکڑاپایا۔انھوں نے دیہاتی سماج میں دیکھا کہ زمین بٹائی کے بہانے ساہوکار کسان کی محنت کی کمائی اپنے گودام میں ڈال دیتاہے ۔مزید یہ کہ ذات پات ،اونچ نیچ اور چھوت چھات کے احمقانہ تصورنے لوگوں کو کئی سماجی برائیوں میں مبتلاکردیاہے ۔پریم چند نے اس ظلم وناانصافی اور نابرابری کے خلاف اپنا قلمی جہاد شروع کیا اور ایک اصلاح پسند اور انسان دوست ادیب ہونے کے ناتے اپنے افسانوں میں دیہاتی زندگی کو اسی طرح پیش کیا،جس طرح وہ انھیں نظر آرہی تھی۔اور جس انداز سے پریم چند نے دیہی زندگی کو پیش کیا ہے اس سے ان کی دیہی زندگی کے متعلق گہرے مشاہدے کی

نشاندہی ہوتی ہے ۔کیونکہ وہ کسانوں ، مزدوروں ،ہاجنوں ، ساہکاروں اور زمینداروں سے وابستہ مختلف طبقوں کے لوگوں کی خوبیوں اور خامیوں سے صرف آشنا ہی نہیں تھے ،بلکہ ان کی ذہنی اُلجھنوں اور خواہشات وغیرہ کو بھی خوب اچھی طرح سے جانتے تھے ۔

پریم چندسے پہلے اردوکاافسانوی ادب شہری زندگی اور اس کے مسائل تک ہی محدود تھا۔پریم چند نے پہلی بار اردو افسانہ میں گائوں کی کھلی ہوئی زندگی،اس کے میلے ٹھیلے ،کھیت کھلیان،چوپال اور گائوں کے سماجی رشتوں کو پیش کیا،اور اپنے افسانوں کے ذریعے دیہاتی ماحول کی خوبصورت عکاسی کی ہے ۔انھوں نے اپنی کہانیوں میں گائوں کے نچلے طبقے کی زندگی ،اس کی مفلوک الحالی،محرومیوں اور مجبوریوں کی روداداس طرح موثر ڈھنگ سے بیان کی ہے کہ اُس دور کے گاؤں کی پوری تصویر ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے ۔

افسانہ ‘‘بے غرض محسن’’میں پریم چند نے پہلی بار ایک غریب کسان کو اپنے افسانے کا ہیرو بنایااور یہ ثابت کردیاکہ ایک معمولی کسان میں بھی ہیرو کی ساری خصوصیات موجودہوتی ہیں ۔اس افسانے میں ایک غریب کسان تخت سنگھ اور اس کی بیوی کی غربت اور استحصال بھری زندگی کی جو تصویر کشی کی گئی ہے وہ بڑی دل خراش ہے ۔اس افسانے میں پریم چند نے پہلی مرتبہ ہندوستانی دیہات کی زندگی کے المناک ماحول کو سمیٹنے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے ۔یہ وہ دور تھا جب زمینداروں ،مہاجنوں اور ساہکاروں کا ظلم اپنے شباب پر تھا اور کسانوں پر ان کے مظالم بڑھتے ہی جا رہے تھے ۔اس افسانے میں پریم چند نے گاؤں کی سچی اور جاذب نظر تصویر کشی بڑی ہنر مندی اورفنکارانہ انداز سے کی ہے کہ اس کی نظیر ہی نہیں ملتی۔

‘‘اندھیر’’پریم چند کاایک اہم افسانہ ہے ،جس میں مذہبی بے راہ روی کو موضوع بنایاگیاہے ۔اس افسانے کی کہانی گنگا کے کنارے آباد دو گاؤں کے رہنے والے باشندوں کی آپسی لڑائی جھگڑوں سے شروع ہوتی ہے اور آخر کار ناگ پنچمی کے تہوار پر یہ کہانی اپنے اختتام کو پہنچتی ہے ۔ اس افسانے میں پریم چند نے دیہاتی لوگوں کی جہالت،داروغہ،نمبردار،پٹواری ،مکھیا اورسرپنچ جیسے گائوں کے سرپرستوں کو اس طرح سے بے نقاب کیاہے کہ قاری کے سامنے جہالت کی تاریکی اور لاعلمی کا گھوراندھیراآجاتاہے ۔افسانہ ‘‘اندھیر’’ سے یہ اقتباس ملاحظہ ہے :

‘‘بڑھئی نے آکر گوپال اور گورا کے لئے دو نئی پیڑھیاں بنائیں ۔ نائن نے آنگن لیپا اور چوک بنائی دروازے پر بندھن واریں بندھ گئیں ۔ آنگن میں کیلے کی شاخیں گڑگئیں ، پنڈت جی کے لئے سنگھاسن سج گیا فرائض باہمی کا انتظام خود بخود اپنے مقررہ دائرے پر چلنے لگا ۔ یہی نظام تمدن ہے جس نے دیہات کی زندگی کو تکلفات سے بے نیاز بنا رکھا ہے لیکن افسوس کہ اب ادنیٰ اوراعلیٰ کے بے معنیٰ اور بیہودہ قیود نے ان باہمی فرائض کو امداد حسنہ کے رُتبے سے ہٹا کر ان پر ذلت اور نیچے پن کا داغ لگا دیا ہے ۔ شام ہوئی پنڈت موٹے رام نے کندھے پر جھولی ڈالی ، ہاتھ میں سنکھ لیا اور کھڑاؤں کھٹ پٹ کرتے گوپال کے گھر پہنچے آنگن میں ٹاٹ بچھا ہواتھا۔ گاؤں کے معززین کتھا سننے کے لئے آبیٹھے ، گھنٹی بجی ، سنکھ پھوکا گیا اور کتھا شروع

ہوئی۔ گوپال بھی گاڑھے کی چادر اوڑھے ایک کونے میں دیوار کے آسرے بیٹھا ہوا تھا ۔ مکھیا ، نمبردار اور پٹواری نے ازراہِ ہمدردی اس سے کہا :

‘‘ستیہ نارائن کی مہما تھی کہ تم پر کوئی آنچ نہ آتی۔ ’’

گوپال نے انگڑائی لے کر کہا ستیہ نارائن کی مہما نہیں یہ اندھیرہے ۔’’ (‘‘پریم چند کے سو افسانے ’’،ترتیب و انتخاب:پریم گوپال متّل، صفحہ :۱۳۸)

پریم چند سماجی انصاف کے بڑے قائل تھے ،لیکن ان کے دور میں اونچ نیچ اور چھوت چھات کا ناسور سماج کواندر ہی اندر کھوکھلا کررہاتھا۔اس لئے ا نھوں نے جہاں انسانیت کو مجروح ہوتے دیکھا،ان کا دل تڑپ اٹھااور اس کے خلاف آواز بلند کی۔افسانہ ‘‘صرف ایک آواز’’کا مرکزی کردار ٹھاکر درشن سنگھ اپنی بوڑھی ٹھکرائن کے ساتھ گنگا جی جاتے ہیں تو پورے گاؤں کے لوگ ان کو رخصت کرنے آتے ہیں ۔ جب وہ گنگا جی پہنچتے ہیں تو وہاں پر شیریں بیاں سنیاسی کی پُر اثر تقریر سنتے ہیں جو چھوت چھات کے خلاف ہوتی ہے ۔ سنیاسی سامعین حضرات سے کہتا ہے کہ آج سے ہم اچھوتوں کے ساتھ برادرانہ سلوک کریں گے اور ان کو اپنے گلے لگائیں گے ۔ لیکن کوئی بھی شخص کچھ نہیں کہہ سکا اتنے میں ٹھاکر درشن سنگھ کھڑے ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں اس کے لئے تیار ہوں لیکن سارا مجموعہ اُن پر ہنستا ہے ۔ افسانہ‘‘صرف ایک آواز’’ میں پریم چندنے بڑی فنکارانہ مہارت کے ساتھ یہ دکھایاہے کہ اس دورمیں چھوت چھات نہ صرف چھوٹی ذات کے لوگوں کے ساتھ کی جاتی تھی،بلکہ اس کادائرہ کافی وسیع پیمانے پرتھا،اور اس طرح اس افسانے کے ذریعے انھوں نے اچھوتوں کے المناک زندگی کے حوالے سے ہندوسماج کی بے حسی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے ۔ افسانہ ‘‘صرف ایک آواز ’’ میں پریم چند نے دیہاتی ماحول کی جو عکاسی کی ہے وہ قابلِ دید ہے ۔ایک اقتباس ملاحظہ ہے :

‘‘جب دوپہر ہوتے ہوئے ٹھاکر اور ٹھکرائن گاؤں سے چلے تو سینکڑوں آدمی ان کے ساتھ تھے ۔ اور پختہ سڑک پر پہنچے ۔ توجاتریوں کا ایسا تانتا لگا ہوا تھا گویا کوئی بازار ہے ۔ ایسے ایسے بوڑھے لاٹھیاں ٹیکتے یا ڈولیوں پر سوار چلے جاتے تھے جنہیں تکلیف دینے کی ملک الموت نے بھی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ اندھے دوسروں کی لکڑی کے سہارے قدم بڑھائے آتے تھے ۔ بعض آدمیوں نے اپنی بوڑھی ماتاؤں کو پیٹھ پر لاد لیا تھا۔ کسی کے سر پر کپڑوں کا بقچہ ، کسی کے کندھے پر لوٹا ، ڈور کسی کے کندھے پر اور کتنے ہی آدمیوں نے پیروں پر چیتھڑے لپیٹ لیے تھے ، جوتے کہاں سے لائیں ۔ مگر مذہبی جوش کی یہ برکت تھی کہ من کسی کا میلا نہ تھا۔’’ (‘‘پریم چند کے سو افسانے ’’، پریم گوپال متّل، صفحہ: ۱۴۰)

Dr. H M IMRAN

Assistant Professor, Deptt, of Urdu, S.S College, Jehanabad

Mob: 9868606178

Email: imran305@gmail.com